روپہلی اور زر دوزی کا کام ہوتا تھا" ہاکنس کے اندازہ کے مطابق یہ شامیانہ دو ایکڑ زمین پر پھیلا ہوتا تھا۔ اس میں ریشمی اور سنہری چٹائیاں بچھائی جاتی تھیں۔ اسے مخمل کے پردوں سے سجایا جاتا تھا۔ ان پر سنہری گل کاری کا کام ہوتا تھا۔ ان پر موتی اور قیمتی پتھر جڑے ہوتے تھے۔ اگر اس کی خواہش ہوتی تو بادشاہ کے بیٹھنے کے لئے اس شامیانے کے اندر پانچ کرسیاں رکھ دی جاتیں۔ اس کی بیگمات کے لئے پردہ دار کمروں کا انتظام کیا جاتا تھا جہاں بیٹھ کر وہ جشن کا منظر دیکھتیں لیکن انہیں کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

اپنی حیثیت کے مطابق ہر ایک امیر اپنے کمرے کو سجاتا تھا بادشاہ ان کے ہاں جاتا اور "اعلیٰ پیمانے پر اس کی تواضع کی جاتی" وہ امیر اس کی خدمت میں جواہرات اور دوسری نادر چیزیں پیش کرتے۔" چونکہ اس موقع پر وہ بطور عطیہ کوئی چیز قبول نہیں کرتا اس لئے وہ اپنے خازن کو حکم دیتا کہ وہ ان عطیات کی اتنی قیمت ادا کر دے جو وہ لوگ ان چیزوں کی قیمت بتائیں۔

دوران جشن میں (صرف دو دن) اعلیٰ خاندانوں کی مستورات سیر و تفریح کے لئے بازار میں جایا کرتی تھیں۔

نذرانوں کے ساتھ عرضیاں:

یہ ایک عام دستور تھا کہ بلا تحفے تحائف کوئی شخص بادشاہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتا تھا۔ پیش کردہ تحائف کے ذریعہ بادشاہ کو سائل کی ضروریات کا علم ہوتا تھا۔ اس کے بعد وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا تھا اور اگر سب باتیں اس کے حق میں ہوتی تھیں تو اسکی درخواست منظور کر لی جاتی تھی۔

منصبداروں کی تنخواہیں:

ہاکنس نے لکھا ہے کہ "انھیں فی گھوڑا بیس روپے اور ہر ایک مشہور گھوڑے کے لئے دو روپے ماہانہ کے حساب سے دیئے جاتے تھے اور اُن کے رکھنے کے اخراجات بھی دیئے جاتے تھے" مزید براں وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ دوران جنگ میں اگر ایک سپہ سالار کو ۵۰۰۰ مشہور گھوڑے رکھنے پڑتے تھے؛ جنہیں وہ جنگ کے لئے نہیں رکھتا تھا بلکہ اپنے اصطبل

کے لئے۔ ہر ایک مشہور گھوڑے کے لئے مزید اسے تقریباً دو روپے اور دوسرے پانچ ہزار گھوڑوں کے لئے فی گھوڑا ماہانہ بیس روپے دئے جاتے تھے۔

(۳) امرار

تین سال کے وقفے کے بعد شاہی دربار:

اگر کوئی امیر دو یا تین سال تک شاہی دربار میں حاضر نہ ہوتا اور پھر وہ حاضر ہوتا تو اس صورت میں اسے معتوب نہ کیا جاتا بلکہ وہ محل کے دروازہ پر اس وقت تک کھڑا رہتا جب تک وزیر یا بخشی اور میر دربار آکر اسے اپنے ساتھ لے جاکر بادشاہ کی خدمت میں پیش نہ کرتا۔ ان دنوں امیروں کے درمیان وہ کٹھہرے کے باہری دروازہ پر آتا جہاں پر وہ بڑی سنجیدگی سے تین مرتبہ زمین بوس کرتا۔ ایسا کرنے کے بعد وہ گھٹنے کے بل جھک کر زمین پر اپنا ماتھا ٹیک دیتا۔ یہ عمل صرف ایک مرتبہ کیا جاتا تھا۔ بعدازیں اسے اور آگے نے جایا جاتا تھا اور اس کٹھہرے کے وسط میں پہونچکر "ایک بار پھر وہ کورنش کرتا۔ اس کے بعد بادشاہ اُسے سات سیڑھیوں تک اوپر چڑھنے کا حکم دیتا" جہاں وہ اس سے بغلگیر ہوتا۔ اس کے بعد وہ امیر واپس لوٹ جاتا اور جاکر اپنے منصب کے مطابق جگہ پر کھڑا ہو جاتا۔

اگر کسی امیر کو معتوب کیا جاتا تو اسے سرفراز نہیں کیا جاتا تھا۔ وہ اپنے بارے میں عدالتی کارروائی کے انتظار میں اپنی جگہ پر کھڑا رہتا۔

(۴) عوام، مذہبی عقائد اور توہّمات

ستی: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہاکنس نے کسی عورت کو ستی ہوتے نہیں دیکھا تھا کیونکہ اس نے اس رسم کا ذکر نہیں کیا بلکہ اس اجازت کا ذکر کیا ہے جو بادشاہ نے دی تھی۔ اس نے یہ لکھا ہے " میں نے یہ دیکھا ہے کہ اعلیٰ گھرانوں کی بہت سی عورتوں کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جاتا کیونکہ (اس سے اجازت حاصل کئے بنا) کوئی عورت خود کو نہیں جلا سکتی تھی اور جنہیں وہ خود نہ دیکھ لیتا، میری مراد آگرہ سے ہے۔ ان میں سے جب کوئی عورت حاضر ہوتی ہے تو

بادشاہ تحفے تحائف اور مدد معاش دینے کے بہت سے وعدوں کے ذریعہ اسے اس عمل کے کرنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اگر وہ زندہ رہنا چاہے۔ لیکن میرے زمانے میں کسی عورت کو ستی ہونے کی اجازت نہیں دی جاسکتی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ خود کو جلا لیتی تھی۔ جب بادشاہ یہ دیکھتا کہ اس کے منع کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا تو وہ اسے ستی ہونے کی اجازت دیتا اور وہ اپنے متوفی شوہر کے ساتھ زندہ جل جاتی"۔

(۵) متفرقات

ہندوستانی روپیہ:

" ہندوستان میں اتنی کثیر مقدار میں چاندی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام اقوام کے لوگ یہاں سکّہ لاتے ہیں اور یہاں سے اشیاء خرید کر لے جاتے ہیں۔ اور ہندوستان میں یہ سکّہ زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے اور یہاں سے باہر نہیں جاتا"۔

باغی سرداروں کو سزا:

باغیوں کا مقابلہ کئے بنا پٹنہ سے بھاگے ہوئے آٹھ سپہ سالاروں کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ وہ لوگ اس شہر سے بھاگ کر آئے تھے جو ایک دوسرے سپہ سالار نے ان کے حوالے کیا تھا۔ اس نے انھیں بادشاہ کی خدمت میں اس لئے بھیجا تھا کیونکہ انہوں نے بزدلی کا ثبوت دیا تھا۔ بادشاہ نے یہ حکم صادر کیا کہ ان کے سروں اور داڑھیوں کے بال منڈا دیے جائیں، انھیں زنانہ لباس پہنایا جائے اور گدھوں پر بٹھا کر شہر میں گشت کرایا جائے۔ جب انھیں واپس لایا گیا تو ان کے کوڑے لگوائے گئے اور دائم القید میں ڈال دیا گیا۔

ولیم فنچ (۱۶۰۸ء تا ۱۶۱۱ء)

سوانح عمری:

"ہکٹر" نامی بحری جہاز پر سوار ہونے کے پہلے کے ولیم فنچ کی زندگی کے بارے میں بہت

حالات ...

نسن کا ملازم تھا۔

اگست ۱۶۰۸ء میں ہاکنس کے ساتھ وہ سورت کے بندرگاہ میں اترا۔ وہاں وہ اس وقت تک انگریزوں کے گوداموں کا ناظم رہا جب تک اس کے افسر اعلیٰ نے اسے آگرہ نہ بلا لیا۔ جنوری ۱۶۱۰ء میں وہ آگرہ کے لئے روانہ ہوا اور مغلیہ سلطنت کے دارالخلافہ میں وہ اپریل کے مہینے میں پہنچا۔ اسی سال کے آخری دنوں میں نیل خریدنے کے لئے وہ بیانہ گیا۔ چونکہ وہ اس چیز کو خریدنا چاہتی تھی، اس لئے مادر شاہ کے گماشتے بھی اسی شئے کو خرید رہے تھے۔ حالانکہ اس کے گماشتے اس چیز کو خریدنا چاہتے تھے۔ اس کے باوجود فنچ نے ساری نیل خرید لی۔ اس نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی۔ قدرتی طور پر اس بات سے ہاکنس کی سفارت پر بُرا اثر پڑا۔

فنچ واپس آگرہ آگیا لیکن اسے خریدی ہوئی نیل کو فروخت کرنے کے لئے لاہور بھیجا گیا۔ وہ دہلی، انبالہ اور سلطانپور کے راستوں سے لاہور ہوتا ہوا فروری ۱۶۱۱ء میں لاہور پہونچا۔ اگست تک اسے وہاں ٹھہرنا پڑا۔ اس کے بعد واپس آنے کے لئے اسے ہاکنس کا پیغام ملا۔ چونکہ وہاں کے مقامی بازار میں اس نیل کے فروخت ہونے کی زیادہ امید نہ تھی۔ اس لئے اس نے آگرہ میں مقیم اپنے اعلیٰ افسروں سے ـــ یہ درخواست کی کہ یا تو اسے بری راستے سے اس نیل کو الیپو لے جانے کی اجازت دی جائے یا اسے اس کی خدمات سے سبکدوش کر دیا جائے اور اس کی تنخواہ ادا کر دی جائے۔

فنچ کے بارے میں ہاکنس کو بددیانتی کا شبہ تھا۔ اس نے خفیہ طور پر ایک یسوعی کو حکم دیا کہ اگر وہ مغرب کی طرف جانے والے کسی کارواں میں شریک ہو جائے تو اسے گرفتار کر لیا جائے۔ اسے اس کی خدمات سے سبکدوش کرنے کے لئے نیکولس اُوفٹ کو بھیجا گیا۔ جب اس کی گرفتاری کا راز فاش ہو گیا تو فنچ طیش میں آگیا اور اس نے یہ اعلان کیا کہ اس کے بعد وہ ہاکنس کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہ ہوگا۔ لہٰذا اس نے سمندری سفر سے انکار کر دیا جب جورڈین نے اسے ایسا کرنے کی دعوت دی۔ اس لئے اس نے بری راستے

بادشاہ تحفے تحائف اور مدد معاش دینے کے بہت سے وعدوں کے ذریعہ اسے اس عمل کے کرنے سے روکنے کی کوشش کرتا ہے اگر وہ زندہ رہنا چاہے۔ لیکن میرے زمانے میں کسی عورت کو ستی ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ خود کو جلا لیتی تھی۔ جب بادشاہ یہ دیکھتا کہ اس کے منع کرنے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا تو وہ اسے ستی ہونے کی اجازت دیتا اور وہ اپنے متوفی شوہر کے ساتھ زندہ جل جاتی"۔

(۵) متفرقات

ہندوستانی روپیہ:

"ہندوستان میں اتنی کثیر مقدار میں چاندی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام اقوام کے لوگ یہاں سکّہ لاتے ہیں اور یہاں سے اشیاء خرید کر لے جاتے ہیں۔ اور ہندوستان میں یہ سکّہ زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے اور یہاں سے باہر نہیں جاتا"۔

باغی سرداروں کو سزا:

باغیوں کا مقابلہ کئے بنا پٹنہ سے بھاگے ہوئے آٹھ سپہ سالاروں کو بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ وہ لوگ اس شہر سے بھاگ کر آئے تھے جو ایک دوسرے سپہ سالار نے ان کے حوالے کیا تھا۔ اس نے انھیں بادشاہ کی خدمت میں اس لئے بھیجا تھا کیونکہ انہوں نے بزدلی کا ثبوت دیا تھا۔ بادشاہ نے یہ حکم صادر کیا کہ ان کے سروں اور داڑھیوں کے بال منڈا دیے جائیں، انھیں زنانہ لباس پہنایا جائے اور گدھوں پر بٹھا کر شہر میں گشت کرایا جائے۔ جب انھیں واپس لایا گیا تو ان کے کوڑے لگوائے گئے اور دائم القید میں ڈال دیا گیا۔

ولیم فنچ (۱۶۰۸ء تا ۱۶۱۱ء)

سوانح عمری:

"ہکرٹ" نامی بحری جہاز پر سوار ہونے کے پہلے کے ولیم فنچ کی زندگی کے بارے میں بہت

کم حالات معلوم ہوتے ہیں۔ یہ بات قطعی یقینی ہے کہ جیپ تسائد نامی مقام پر وہ ماسٹر جانسن کا ملازم تھا۔

اگست ۱۶۰۸ء میں ہاکنس کے ساتھ وہ سورت کے بندرگاہ میں اترا۔ وہاں وہ اس وقت تک انگریزوں کے گوداموں کا ناظم رہا جب تک اس کے افسر اعلیٰ نے اسے آگرہ نہ بلالیا۔ جنوری ۱۶۱۰ء میں وہ آگرہ کے لئے روانہ ہوا اور مغلیہ سلطنت کے دارالخلافہ میں وہ اپریل کے مہینے میں پہنچا۔ اسی سال کے آخری دنوں میں نیل خریدنے کے لئے وہ بیانہ گیا۔ چونکہ وہ اس چیز کو انگلینڈ بھیجنا چاہتی تھی، اس لئے مادرشاہ کے گماشتے بھی اسی شئے کو خرید رہے تھے۔ حالانکہ اس کے گماشتے اس چیز کو خریدنا چاہتے تھے۔ اس کے باوجود فنیچ نے ساری نیل خریدلی، اس نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی۔ قدرتی طور پر اس بات سے ہاکنس کی سفارت پر برا اثر پڑا۔

فنیچ واپس آگرہ آگیا لیکن اسے خریدی ہوئی نیل کو فروخت کرنے کے لئے لاہور بھیجا گیا۔ وہ دہلی، انبالہ اور سلطانپور کے راستوں سے لاہور ہوتا ہوا فروری ۱۶۱۱ء میں لاہور پہونچا۔ اگست تک اسے وہاں ٹھہرنا پڑا۔ اس کے بعد واپس آنے کے لئے اسے ہاکنس کا پیغام ملا۔ چونکہ وہاں کے مقامی بازار میں اس نیل کے فروخت ہونے کی زیادہ امید نہ تھی۔ اس لئے اس نے آگرہ میں مقیم اپنے اعلیٰ افسروں سے —— یہ درخواست کی کہ یا تو اسے بری راستے سے اس نیل کو الیپو لے جانے کی اجازت دی جائے یا اسے اس کی خدمات سے سبکدوش کر دیا جائے اور اس کی تنخواہ ادا کر دی جائے۔

فنیچ کے بارے میں ہاکنس کو بددیانتی کا شبہ تھا۔ اس نے خفیہ طور پر ایک یسوعی کو حکم دیا کہ اگر وہ مغرب کی طرف جانے والے کسی کارواں میں شریک ہو جائے تو اسے گرفتار کر لیا جائے۔ اسے اس کی خدمات سے سبکدوش کرنے کے لئے نیکولس اوفٹ کو بھیجا گیا۔ جب اس کی گرفتاری کا راز فاش ہو گیا تو فنیچ طیش میں آگیا اور اس نے یہ اعلان کیا کہ اس کے بعد وہ ہاکنس کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہ ہو گا۔ لہٰذا اس نے سمندری سفر سے انکار کر دیا جب جورڈین نے اسے ایسا کرنے کی دعوت دی۔ اس لئے اس نے بری راستے

سے انگلستان کا سفر کیا۔ وہ بغداد میں بیمار ہوا اور اسکی موت واقع ہوگئی۔
ہگٹ نے اس کے کپڑے اور اس کے روپے ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کردیئے پر چاز جب کمپنی کے دفتر خانے کی تلاشی لے رہا تھا تو اس موقع پر اسے وہاں فنچ کی ایک ضخیم روزنامچہ" ملا۔ اس وقت سے وہ قلمی نسخہ غائب ہوگیا تھا۔
چونکہ ۱۱ اگست ۱۶۱۱ء میں فنچ کا روزنامچہ ختم ہوگیا تھا اس لئے اس نے اپنی سیاحتوں کا حال کاغذ کے پرزوں میں لکھ لیا تھا جو غالباً کھو گئے تھے۔ پر چاز کا خیال ہے کہ فنچ نے کسی دوسرے کے مقابلے میں آدمیوں، جانوروں، پودوں، شہروں، قلعوں، پلوں، مذاہب کی زیادہ صحیح حقیقت بیان کی ہے، اور علاوہ ازیں برتنوں اور اشیائے تجارت کا "

The Early Travels in India

کے عنوان سے فورسٹر نے ایک چھوٹی سی جلد میں اس روزنامچہ کو شائع کیا ہے۔ یہ کتابچہ ۱۹۲۱ء میں آکسفورڈ سے شائع ہوا ہے۔ ذیل میں تمام اقتباسات اسی کتابچہ سے ماخوذ ہیں۔

(۱) تجارتی راستے

(برہانپور) ہوتے ہوئے سورت سے آگرہ کے لئے راستہ:-

سورت، لکبریا، موتا، کرود، کرکا، نرائن پور، دیتا، بدھور، نندربار، نیم گل سنگھ کیرا، تھلینر چوپرا، اراود، ریور، برہانپور، بورگانون، انبالہ، مگرگانون، بلکیر، تاراپور اکبرپور، لونرہ، دیپالپور، اجین، کنسیا، سونیرا، پیپل گانون، سارن پور، لکسور، بورا بترائی، ٹسکرائے، سرونج، کچھنر سرائے، شاہ دوارہ، کالاباغ، کلہارس، سپری، ناروار پرائچ، انتری، گوالیار، منڈیاکیرہ، جاجو، آگرہ۔

آگرہ۔ احمد آباد:

آگرہ، فتحپور سیکری، سکندرہ باد، ہندون، چھیدرگانون، مغل سرائے، نون گانون

اجین، جیدا، چشو، لڈنا، موزاباد، بندر سکندرا، اجمیر، امرتھا، بیہر، جوگی کا گانوں، خندپ جلور، مودرا، بھنل، اردھنپور، احمد آباد۔

لاہور۔کابل:

لاہور، کیج سرائے، امین آباد، چیما گکڑ، گجرات، خواصپور، رتہاس، ہتیا، پکا راولپنڈی، کالا پانی، حسن ابدال، اٹک، پشاور، علی مسجد، ڈاکا، بساول، بریکا، علی بوگن جلال آباد، لوری چار باغ، ملا، گندمک، سرخاب، جگدلک، آپ بریکی، دو ایک بکری، کابل۔

(۲) شہر، قصبات، قلعے، سرائیں اور تالاب

سورت شہر، قلعے اور گوپی تلاؤ:

یہ شہر اچھا تھا۔ بہت سے مقامات میں تاجر پیشہ لوگ رہتے تھے۔ "بندرگاہ" جہاں بحری جہازوں سے "مال اتارا" جاتا تھا وہ مقام ندی کے دہانے سے تین کوس کی دوری پر واقع تھا۔ اس کے آگے وہ ندی شہر تک بڑی حد تک جہاز رانی کے قابل تھی۔ ۵۰ ٹن سامان لدی کشتیاں بڑی آسانی سے اس ندی سے گذر سکتی تھیں۔ ندی کے کنارے آکر ہر شخص سورت کا قلعہ دیکھ سکتا تھا۔ اس کی "دیواریں اچھی" تھیں۔ اور اس کے چاروں طرف "خندق" بنی ہوئی تھیں۔ تقریباً اس میں دو سو گھوڑ سوار تعینات تھے۔ اسکے اندر ایک "سبزہ زار" میدان تھا اور اس ہرے بھرے میدان کے وسط میں روشنی کے دیے کھمبا نصب تھا۔ نوساری دروازہ کے سامنے ایک تالاب تھا جسکے چاروں طرف سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اس کے وسط میں ایک چھوٹا سا مکان (بارہ دری) تھی۔ تالاب کے ایک کنارے پر بہت سے "اچھے "مقبرے" تھے۔

برہانپور:

وہ شہر بڑا تھا لیکن "قابل نفریں" تھا۔ وہ نچلی سطح پر بسا ہوا تھا لیکن وہاں

کی آب و ہوا گندی تھی ۔ پانی کی خرابی کیوجہ سے یہ شہر صحت کے لئے نقصان دہ تھا شہر کے شمال مغرب میں ندی کے علاوہ بڑا اور مستحکم ایک قلعہ تھا۔ ندی میں ہاتھی کا "جیتا جاگتا" جیسا ایک مجسمہ نصب تھا۔ اور اصل کے بالکل "مشابہ" تھا۔ اس کے سر پر سرخ رنگ کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور بہت سے ہندوستانی اس کی پرستش کرتے تھے۔

منڈوگڑھ!

یہ شہر کھنڈرات کی حالت میں تھا اس کے قریب واقع پہاڑی کی چوٹی پر ایک قلعہ واقع تھا۔ اس مقام پر مصنف نے بہت سی مسجدیں، مقبرے اور بڑے محلوں کی بعض ٹوٹی پھوٹی دیواریں دیکھی تھیں۔ شہر کے مشرقی سمت میں اچھی چراگاہیں تھیں۔ پہاڑوں پر تقریباً ۱۶ تالاب واقع تھے۔ وہ شہر بہت چھوٹا تھا۔ وہاں "مضبوط پتھروں اور بہت بلند دروازوں" کی عمدہ دیواریں تھیں۔ اس سیاح نے ایک جامع مسجد اور قدیم بادشاہوں کے مقبرے بھی دیکھے تھے۔ لیکن ان کے ذکر کی طرف سے بے اعتنائی برتی ہے۔ اس کے برعکس اس نے ایک عمارت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

" اس عمارت کے ایک سمت ایک مینار کھڑا تھا۔ جسمیں نیچے سے اوپر تک ایک سو ستر سیڑھیاں تھیں۔ وہ مینار اپنی ساخت میں گول تھا۔ ہر ایک کمرے میں کھڑکیاں تھیں۔ یہ سب کمرے اپنے اچھے دروازوں، محرابوں، کھمبوں اور دیواروں کے لحاظ سے ایک دوسرے سے تجاوز کرتے تھے۔ ان سب میں ہرے پتھر جڑے ہوئے تھے۔ جس کی وجہ سے ان کی خوبصورتی دو بالا ہوگئی تھی "

اس شہر کے اردگرد ایک فصیل تھی۔ جو پہاڑی کے اوپر سے نیچے کی طرف آتی تھی۔

(باقی آئندہ)